

## تعارف و تبصرہ کتب

رسالہ نوریہ سلطانیہ	:	کتاب
شیخ عبدالحق محدث دہلوی	:	مصنف
محمد غضنفر علی وڑائچ	:	مترجم
مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور	:	ناشر
۱۹۹۸ء	:	سال اشاعت
۶۳	:	صفحات
۷۰ روپے	:	قیمت
سفیر اختر ☆	:	تبصرہ نگار

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۶۳۲ء) کے ”رسالہ نوریہ سلطانیہ“ کا فارسی متن پہلی بار ۱۹۸۵ء میں ڈاکٹر محمد سلیم اختر کے مقدمہ، تصحیحات اور تعلیقات کے ساتھ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان۔ اسلام آباد نے شائع کیا تھا۔ جناب محمد غضنفر علی وڑائچ نے ڈاکٹر محمد سلیم اختر کے مرتب کردہ متن کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ انہوں نے ڈاکٹر محمد سلیم اختر کا مقدمہ اور تعلیقات نظر انداز کرتے ہوئے ترجمے کے آغاز میں، اپنے طور پر ”احوال و آثار شیخ عبدالحق محدث دہلوی“ کے عنوان سے ایک مختصر سا مضمون شامل کیا ہے (صفحات ۱۱-۱۹)۔ اس وقت ”رسالہ نوریہ سلطانیہ“ کے محتویات، سترہویں صدی کی کتب اخلاق میں اس کے مقام، اور اس کے تنقیدی جائزے، نیز مترجم کے مضمون ”احوال و آثار شیخ عبدالحق محدث دہلوی“ سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف ترجمے کے بارے میں چند گزارشات پیش کی جاتی ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنے بعض پیش رو اہل قلم کی طرح حکایات و نصح میں بیان میں جا جا اشعار درج کیے ہیں۔ جناب مترجم نے اشعار کی کسی نشان دہی کے بغیر باقی متن کے ساتھ ان کا بھی نثری ترجمہ کیا ہے۔ محدث دہلوی نے کہیں کہیں آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے استشہاد کیا ہے، کبھی آیت یا حدیث کے نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے، اور کہیں اس کی تفسیم و تشریح اپنے الفاظ میں کر دی ہے۔ جناب مترجم نے یہاں بھی، بالعموم آیت قرآنی یا حدیث نبوی کا عربی متن محفوظ کرنے کے بجائے اس کا ترجمہ دیا ہے۔ عربی و فارسی متون کے اردو تراجم میں عربی و فارسی اشعار اور آیات قرآنی کا متن دیتے ہوئے ترجمہ ہونا چاہیے یا نہیں؟ یہ ایک ذوقی مسئلہ ہے، تاہم اگر اصل اشعار کے ساتھ ترجمہ دینے کا اہتمام کر لیا جائے تو غیر مفید نہ ہوگا، کیوں کہ اردو میں لکھنے والے آج بھی اپنی تحریروں میں فارسی اشعار استعمال کرتے ہیں، اور آیات قرآنی و احادیث نبوی کا متن نقل کرنے کا اہتمام تو بالعموم کیا جاتا ہے۔

”رسالہ نوریہ سلطانیہ“ کے فارسی متن اور ترجمے کے تقابل سے اولاً ترجمے کا یہ نقص سامنے آتا ہے کہ متن کے بعض اقتباسات ترجمہ ہونے سے رہ گئے ہیں۔ مثال کے طور پر متن کے صفحہ ۳۹ کی چھٹی، ساتویں اور آٹھویں سطر کا ترجمہ نہیں ہو سکا۔ صفحہ ۵۰ سے چار سطریں (۵ تا ۸) ترجمے میں منتقل نہیں ہو سکیں، صفحہ ۵۱ کی سطور ۲ تا ۲ ترجمہ ہونے سے رہ گئی ہیں، اسی طرح اس صفحے کی چودھویں سطر کے الفاظ ”کہ برہمہ اعضاء است“ ترجمہ میں نہیں آسکے، صفحہ ۱۷ کی دوسری سطر میں آیت قرآنی کا ٹکڑا نقل کیا گیا ہے جو ترجمے میں نظر نہیں آتا۔

ثانیاً جہاں تک طویل جملوں میں کسی ایک لفظ یا ترکیب وغیرہ کے چھوٹ جانے کا تعلق ہے، ایسی کوتاہیوں کی متعدد مثالوں میں سے چند ایک دیکھیے۔ (ترجمے سے چھوٹ جانے والے الفاظ و تراکیب کے نیچے لکیر لگا دی گئی ہے)۔

کلمہ ی چند از احادیث رسول اللہ ﷺ و اخبار و آثار سلف و حکایات و مآثر سلاطین عظام و آنچه متضمن خیر و صلاح

دنیا و آخرت باشد ترجمہ کردہ و اقتباس نمودہ۔۔ (ص ۲۶)  
 چند کلمے رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور بزرگان دین کے اقوال و آثار  
 سے اور عظیم سلاطین کی کہانیوں اور قصوں اور جو کچھ دنیا و آخرت کی  
 بھلائی پر مشتمل تھا، اس کا انتخاب کیا۔۔ (ص ۲۵)

ولشکری کہ اندک باشند و ہمہ متفق بر عدل باشد بحکم  
جریان عادت بر لشکری بسیار کہ متفق بر ظلم باشند، غالب  
 آیند۔۔ (ص ۳۲)

وہ لشکر جو تھوڑا ہو لیکن سب کے سب عدل پر متفق ہوں تو وہ اس  
 بہت بڑے لشکر پر جو ظلم کرنے پر متفق ہوں، غالب آجاتا  
 ہے۔۔ (ص ۳۰)

سبب دیگر برای قوت بدن مداومت و اعتیاست بہ  
 شکار کردن و اسب دوایندن و تیر انداختن و چوگان باختن  
 و امثال آن۔۔ (ص ۳۱)

دوسرا سبب بدن کی قوت کے حصول کا یہ ہے کہ شکار کرنے [کذا]:  
 کھیلنے]، گھوڑا دوڑانے، تیراندازی اور چوگان بازی کو اپنی عادت  
 بنالے۔۔ (ص ۳۵)

شجاعت بمثابہ تیغ تیز است۔۔ (ص ۳۹)

شجاعت تلوار کی طرح ہے (ص ۳۰)

ایلچی زبان پادشاہ و حالت ہر پادشاہ از حالت ایلچی وی  
معلوم توان کرد۔۔ (ص ۳۹)

کہتے ہیں کہ ایلچی (سفیر) بادشاہ کی زبان ہوتا ہے۔ (ص ۳۱)

درحکایتی چند از سلاطین سلف درعدل و عفو و حلم و کرم و  
احسان و قوت و شجاعت -- (ص ۵۳)

درگزر، بردباری اور احسان کے بارے میں گزشتہ سلاطین کی چند  
 حکایات۔ (ص ۴۳)

احمد -- جامہ را معیوب کردی پس بیخشیدی تاباز نخریدندی  
 (ص ۶۴)

اچھ --- خلعت شاهی کو پہلے عیب دار کر دیتا تھا اور پھر عیبتا  
 تھا۔ (ص ۵۳)

عفو کا ہست اصل دینداری

از برای چہ روز میداری (ص ۷۰)

معافی دینداری [کذا: دینداری] کی بنیاد ہے۔ (ص ۵۹)

ترجمے کی چند اغلاط کی نشان دہی، چنداں نامناسب نہ ہوگی۔ پہلے ”رسالہ نوریہ  
 سلطانیہ“ میں آمدہ عربی عبارات (جن میں سے دو قرآنی آیات کے ٹکڑے ہیں) اور ان کا  
 ترجمہ دیکھیے، اور پھر فارسی عبارات کے ترجمے کی غلطیاں۔ مطبوعہ ترجمے کے بالمقابل مجوزہ  
 درست ترجمہ بھی تقابل کے لیے پیش کیا جا رہا ہے۔

مجوزہ ترجمہ

اردو ترجمہ (مطبوعہ)

فارسی متن

ويعطى من يشاء (ص ۲۸) اور جو چاہتا ہے، عطا کر دیتا ہے۔  
 عطا کر دیتا ہے۔ (ص ۲۷)

[اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کرائی اور کہا۔ اے میری قوم] کیا ملک مصر میرا نہیں ہے، اور یہ نہریں میرے ماتحت نہیں چلتیں۔ (مخلوں) کے نیچے یہ نہریں بہ رہی ہیں۔

(ص ۵۲)

انہو ذلک نعوذ باللہ من ذلک (ص ۳۲)  
 انہو ذلک نعوذ باللہ من ذلک (ص ۳۲)  
 انہو ذلک نعوذ باللہ من ذلک (ص ۳۲)

در مصالح عامہ مثل سدثغور۔۔۔برایشان متیواں چیزی نہاد (ص ۳۶)  
 عوام کی بہبود کے معاملات میں مثلاً ہمہ بنانے۔۔۔ پر خرچ کیا جا سکتا ہے (ص ۳۱)

ہے۔

از آن چیز ہای کہ مدد و باعث برشجاعت بود علم و یقین شخصی است (ص ۳۲)  
 ان چیزوں سے جو بہادری کا سبب بنتی ہیں، وہ انسان کا علم یقین ہے (ص ۳۶)  
 ان چیزوں سے جو بہادری کا سبب بنتی ہیں، وہ انسان کا علم اور یقین ہے۔

نجاشی حبشہ کا بادشاہ بہت ہی انصاف دوست اور سعادت مند تھا۔ آنحضرت ﷺ کی نبوت کے ظہور کے زمانے میں حبشہ کا بادشاہ تھا اور اپنے علم کی بنیاد پر جو توریت اور زبور کا علم اسے حاصل تھا، ایمان سے مشرف ہوا، آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ پر اعتقاد رکھتا تھا۔ (ص ۴۳)

نجاشی حبشہ کا بادشاہ بہت ہی عادل تھا، اور ان لوگوں میں سے تھا جنہیں دنیا و آخرت کی سعادت حاصل ہے۔ آنحضرت ﷺ کی نبوت کے ظہور کے زمانے میں وہ حبشہ کا بادشاہ تھا اور اپنے علم کی بنیاد پر جو اس نے توریت اور انجیل سے حاصل کیا تھا، ایمان سے مشرف ہوا۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے عقیدے اور طرز عبادت پر عمل کرتا تھا۔

خلیفہ بعد از تأمل بسیار گفت۔ (ص ۵۶)۔

بنو امیہ بر اصبیلان احرار و آزاد مردان چنان رشک بردندی کہ بر حرم و برپردگیان خود (ص ۶۵)

خلیفہ نے کچھ دیر سوچا اور کہا (ص ۴۵)

بنو امیہ اعلیٰ خاندان کے افراد نیک لوگوں پر اس طرح رشک کرتے تھے کہ جس طرح اپنے حرم کی عورتوں کو وہ چاہتے تھے۔ (صفحات ۵۴ - ۵۵)

بنو امیہ مردان حر پر اس طرح رشک کرتے تھے۔

آن عطار۔ دریں دوسہ اس [عطار] نے دو تین روز اس [عطار] نے دو تین روز  
روز کنیزک عورتی را پہلے ایک کنیز عورت کو قتل پہلے ایک عورت کی کنیز کو  
کشتہ (ص ۶۱)۔ کیا تھا۔ (ص ۵۶) قتل کیا تھا۔

”ترجمہ“ میں ”ترجمہ پن“ کا احساس بہر حال رہتا ہے، اور یہ چنداں قابل گرفت بھی نہیں، تاہم جس زبان میں ترجمہ کیا گیا ہو، اس کا مزاج پیش نظر رہنا چاہیے۔ ”رسالہ نور یہ سلطانیہ“ کے مترجم نے اس امر کا زیادہ خیال نہیں رکھا۔ علامت مفعول ”کو“ کا استعمال بہت زیادہ ہے، اور حروف عطف کے استعمال میں بعض جگہ سلیقے، بلکہ اردو قواعد کا بھی چنداں خیال نہیں رکھا جا سکا۔ جناب مترجم اگر توجہ دیتے تو زبان بہتر ہو سکتی تھی۔ مثال کے طور پر جہاں ”کیوں کہ“ استعمال ہونا چاہیے، بالعموم ”چوں کہ“ استعمال کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر باب اول کی ابتدائی پانچ سطروں میں معمولی رد و بدل سے عبارت درست، رواں، زیادہ واضح اور اردو کے مزاج کے قریب تر ہو سکتی ہے۔ جن الفاظ کو بدلنا مقصود ہے ان کے نیچے لکیر لگا دی گئی ہے اور مجوزہ رد و بدل [ ] میں درج کیا جا رہا ہے۔

دانائے [دانایان] روزگار اور دانش وران تجربہ کار پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے  
کہ سلطنت کی عمارت کے چار ستون ہیں کہ [گزشتہ جملہ ختم کر  
کے ”کہ“ حذف کر دیا جائے۔] اگر ان میں سے ایک بھی نہ [کم] ہو تو یہ  
عمارت گر جائے گی اور مستحکم نہیں رہے گی۔ ایک خزانہ، دوسرا لشکر،  
تیسرا لشکر میں اتحاد و اتفاق، چوتھا انصاف اور مخلوق پر ظلم و ستم ترک  
کرنا۔ یہ چاروں ارکان اپنی قوت اور مرتبے کے لحاظ سے متفرق ہیں [ان  
چاروں ارکان میں اپنی قوت اور مرتبے کے لحاظ سے فرق ہے۔]

کتاب اخلاق و سیاست کی اصطلاحات کا بعض اوقات درست ترجمہ نہیں کیا جا سکا۔  
مثال کے طور پر جب اہل قلم ”دین و دولت“ کی ترکیب استعمال کرتے ہیں (لکن ربن الطبری

کی کتاب کا عنوان ہے ”کتاب الدین و الدولہ“ تو یہاں ”دولت“ سے مراد مال و متاع نہیں، بلکہ سلطنت و حکومت ہوتی ہے۔ اسی طرح مغل عہد کی اس کتاب میں لفظ ”سرکار“ نظام حکومت میں بطور جنرالیٹی اکائی استعمال ہوا ہے، اسے محض ”علاقہ“ سمجھنا درست نہیں۔ یہی کیفیت خلافتِ عباسیہ کے عہدیداروں میں ”حاجب“ کی ہے جسے ہر حال میں محافظ سمجھنا صحیح نہ ہوگا۔

جہاں تک ”رسالہ نوریہ سلطانیہ“ کی پیشکش کا تعلق ہے، دوسرے اور تیسرے باب کے عنوانات الگ نہیں لکھے جاسکے، بلکہ ”باب سوم“ کی سرخی کے نیچے عبارت کا آغاز اس طرح ہوتا ہے: ”تیسرا باب ان آداب کے بارے میں ہے۔۔۔ (ص ۳۵)۔“ کہیں کہیں مصنف کے بیان کردہ دو الگ الگ ”فوائد“ اور دو الگ الگ ”حکایات“ مسلسل لکھ دی گئی ہیں۔ کتب کی اغلاط اس پر مستزاد ہیں۔ مثال کے طور پر ”مناقیح“ [ص ۲۹، منانی]، محفوظ [ص ۳۹، منظوم]، ”اعتقاد“ [ص ۳۳، احتیاط]، ”دنیا دار“ [ص ۳۷، دیدار]، ”قواعد“ [ص ۳۹، فوائد]، ”خیالات“ [ص ۴۱، حالات]، مثال [ص ۵۷، مشقال] جیسے بے محل الفاظ نے عبارت کا مفہوم غارت کر دیا ہے۔

”رسالہ نوریہ سلطانیہ“ سترہویں صدی کا ایک قابل ذکر متن ہے، اور اس سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور ان کے فکر و دانش کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ کیا تاریخ برصغیر کے فارسی ناشناس طلبہ زہدِ نظر ترجمے پر انحصار کر سکتے ہیں؟ یہ سوال جناب مترجم کے سوچنے کا تو ہے ہی، ان افراد کے سوچنے کا بھی ہے، جو اسلاف کے ورثے سے نئی نسلوں کو متعارف کرانے کے لیے تراجم شائع کر رہے ہیں۔

